واٹس ایپ شادی گروپ میں پروفائل شیئر کرنے پر ایڈمن کا پیسے لینا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:NRL-0258 تاریخ:13-05-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے واٹس ایپ پر ایک شادی گروپ بنایا ہوا ہے۔ جس میں تقریباً 800 سے زائد افراد ایڈ ہیں۔ اس گروپ میں ایڈ تو کوئی بھی ہو سکتا ہے، البتہ کوئی ممبر اس گروپ میں میسج نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ممبر اپنی پروفائل شیئر کرنا چاہتا ہے، تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ممبر ایڈمن سے پرسنل پر رابطہ کر کے اسے اپنی پروفائل سینڈ کر دیتا ہے۔ ایڈمن اس پروفائل کی سیٹنگ وغیرہ کر کے، ایک کوڈ لگا کر اس فائل کو اپنے پاس سیو کر لیتا ہے اور ہر 15 دن بعد اسے گروپ میں شیئر کرتا رہتا ہے اور چھ ماہ تک یہ پروفائل شیئر کی جاتی ہے۔ اس سارے پروسیس کے بدلے ایڈمن اس ممبر سے 500 روپے اجرت کے طور پر لیتا ہے۔ آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا ایڈمن کا اس پروسیس کے بدلے 500روپے لینا جائز ہے؟

نوٹ: پروفائل میں لڑکے / لڑکی کی عمر، تعلیم، شہر اور جاب وغیرہ کی صرف معلومات درج ہوتی ہیں۔ کسی لڑکی کی تصویر شیئر نہیں کی جاتی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سوال میں بیان کردہ طریقہ کار کے مطابق پروفائل شیئر کرنے کے بدلے ایڈمن کا ممبر سے پیسے لینا شرعاً جائز ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایڈمن کا کسی ممبر کی پروفائل کی سیٹنگ وغیرہ کرنا، اس پر کوڈ لگانا اور چھ ماہ تک ہر 15 دن بعد اسے اپنے گروپ میں شیئر کرنے کے بدلے طے شدہ اجرت لینا عقدِ اجارہ ہے۔ اجارے کے درست ہونے کے لیے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ جس کام پر اجارہ کیا جارہا ہے، وہ کام شریعت کی نظر میں منفعتِ مقصودہ ہو، عقل و شعور رکھنے والے لوگ اسے قابلِ اجارہ کام سمجھتے ہوں۔ ہمارے زمانے میں ممبر کی پروفائل پر کام کرکے اسے گروپ میں شیئر کرتے رہنا منفعت مقصودہ ہے اور اس کام کے عوض اجرت کا لین دین لوگوں میں رائج بھی ہے، لہذا اس طے شدہ کام کے بدلے ایڈمن کا ممبر سے مقررہ اجرت لینا جائز ہے، جیسا کہ فقہائے کرام نے تحریر و کاغذ وغیرہ کی مقدار طے ہونے کی صورت میں مکتوب و تعویذ وغیرہ تحریر کرنے پر عقدِ اجارہ کو جائز قرار دیا ہے، یونہی اکابر علمائے اہلسنت نے منی آرڈر کے ذریعے پیسے بھیجنے پر اجرت کے لین دین کو جائز قرار دیا ہے۔

اجارہ صحیح ہونے کے لیے اجرت اور منفعت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ العنایہ شرح ہدایہ میں ہے:"(ولا تصح الإجارة حتى تكون المنافع معلومة، والأجرة معلومة، لما روينا) من قوله صلى الله عليه وسلم (من استأجر أجيرا، فليعلمه أجره)" ترجمہ: اجارہ صحیح نہیں جب تک کہ منافع اور اجرت معلوم نہ ہو، اس وجہ سے جو ہم نے یہ روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو کسی کو اجرت پر رکھے، تو اُسے اُس کی اجرت بتادے۔

(العنایة شرح الهدایه، کتاب الاجارات، جلد9، صفحه61، دار الفکر، بیروت)

درمختار میں ہے: "شرطها : كون الأجرة ،والمنفعة معلومتين؛ لأن جهالتهما تفضي إلى المنازعة" ترجمہ: اجارے کی شرط ہے کہ اجرت اور منفعت دونوں معلوم ہوں، کیونکہ ان کی جہالت جھگڑے کی طرف لے جاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد6، صفحه 5، دار الفکر، بیروت)

عقدِ اجارہ میں مدت کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ "مواهب الرحمن فی مذهب ابی حنیفة النعمان" میں ہے: "تفسد ۔۔۔بجهالة المعقود عليه، او المدة، او الاجر" ترجمہ: معقود علیہ ، مدت یا

اجرت کے مجہول ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔

(مواهب الرحمن فی مذهب ابی حنيفة النعمان، كتاب الاجارة، ص448، کتاب ناشرون، بیروت)

فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1340ھ) لکھتے ہیں: "اجارہ جو امر جائز پر ہو، وہ بھی اگر بے تعینِ اجرت ہو، تو بوجہ جہالتِ اجارہ فاسدہ اور عقد حرام ہے۔" **(فتاوی رضویه، کتاب الحواله، جلد19، صفحه529، رضافاؤنڈیشن، لاهور)**

جو منفعت شریعت اور عقل وشعور رکھنے والے لوگوں کی نظر میں قابل اجارہ ہو، تو اس کے بدلے اجرت لینا جائز ہے، چنانچہ اجارے کی تعریف میں منفعت مقصودہ کے متعلق تنویر الابصار مع درمختار میں ہے: "تمليك نفع مقصود من العين بعوض "ترجمہ: ایسی منفعت جو عین شے سے مقصود ہو، اس کا عوض کے بدلے مالک بنا دینا اجارہ کہلاتا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ در مختار کی اس عبارت کے تحت لکھتے ہیں: "(قوله تمليك) يشمل بيع العين والمنفعة۔۔۔(قوله مقصود من العين) ای فی الشرع ونظر العقلاء، ملتقطاً "ترجمہ: مالک بنانا، عین اور منفعت دونوں کی بیع کو شامل ہے۔ شریعت اور عقلاء کی نظر میں وہ منفعت، منفعتِ مقصودہ ہو۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الاجارة، ج6، ص4، دارالفکر، بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے: "ومنها ان تكون المنفعة مقصودة يعتاد استيفاؤها بعقد الاجارة "ترجمہ: اجارے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ منفعت مقصودہ ہو کہ عادتاً عقد اجارہ سے اس منفعت کا حصول کیا جاتا ہو۔

(بدائع الصنائع، كتاب الاجارة، ج4، ص192، دارالكتب العلمية، بيروت)

صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1367ھ) بہار شریعت میں فرماتے ہیں: "کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ **مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں**۔۔۔ اجارہ کے شرائط یہ ہیں۔۔۔ اجرت کا معلوم

ہونا۔ منفعت کا معلوم ہونا، اور ان دونوں کو اس طرح بیان کر دیا ہو کہ نزاع کا احتمال نہ رہے۔"

(بہارشریعت، اجارہ کابیان، ج3، ح14، ص108، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جادو کا توڑ کرنے کے لیے تعویذ لکھنے پر اجارہ کرنا، جائز ہے۔ در مختار میں ہے:"استأجرہ لیکتب له تعویذا لأجل السحر، جاز إن بین قدر الکاغد والخط، وکذا المکتوب"ترجمہ: کسی شخص کو جادو کا توڑ کرنے کے لیے تعویذ لکھنے پر اجیر کیا، تو جائز ہے، جبکہ کاغذ اور خط کی مقدار بیان کر دی ہو۔ یونہی مکتوب لکھنے پر اجارہ بھی جائز ہے۔ **(الدرالمختار مع ردالمحتار، جلد9، صفحہ155، مطبوعہ کوئٹہ)**

خط لکھنے پر اجارہ کرنا، جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے:"استأجر رجلا لیکتب کتاباً إلی حبیبه، فإنه یجوز إذا بین قدر الخط والکاغد، منح"ترجمہ: کسی شخص سے اپنے دوست کو خط لکھنے کے لئے اجارہ کیا، تو اگر خط اور کاغذ کی مقدار بیان کر دے، تو یہ اجارہ جائز ہو گا۔

(الدرالمختار مع ردالمحتار، جلد9، صفحہ155، مطبوعہ کوئٹہ)

منی آرڈر کے ذریعے پیسے بھیجنے پر اجرت کے بارے سوال کے جواب میں اعلی حضرت، امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"بات یہ ہے کہ منی آرڈر کرنے میں دو قسم کے دام دئے جاتے ہیں، ایک وہ رقم جو مرسل الیہ کو ملنی منظور ہے، دوسرا محصول مثلادس روپے دو آنے اور جس طرح ہر عاقل فقیہ پر واضح کہ یہ پہلے دام اگر بعینہٖ پہنچائے جاتے، جیسے پارسل میں، تو یہ خاص اجارہ ہوتا، یا یوں ہوتا کہ مرسل بعینہٖ انہیں کا پہنچانا چاہتا اور ڈاک والے ان داموں کے یہاں رکھ لینے اور وہاں ان کی نظیر دینے کا ضابطہ مقرر نہ کرلیتے، بلکہ کبھی بعینہٖ انہیں کو پہنچاتے، کبھی بطور خود انہیں یہاں رکھ کر مرسل الیہ کو وہاں کے خزانے سے دیتے، تو بھی محض اجارہ رہتا اور صورت خلاف میں ان اجیروں کا فعل ناجائز ہوتا۔۔۔ ہر ذی عقل نبیہہ پر یہ بھی روشن ہے کہ یہ دوسرے دام اگر کسی کام کے عوض نہ دئے جاتے تو یہ عقد، خالص قرض اور یہ زیادت بیشک ربا ہوتی، یا یوں ہوتا کہ جس کام کے عوض دئے جاتے، وہ کوئی منفعت مقصودہ صالح ورود عقد اجارہ نہ ہوتا، تو بھی محض قرض رہتا، مگر حاشا یہاں ہرگز ایسا نہ، **بلکہ وہ مثل سائر کا**

روائیہائے ڈاکخانہ کے یقیناً اجرت میں دینے والے اجرت ہی سمجھ کر دیتے، **لینے والے اجرت ہی جان کرلیتے ہیں**، ہرگز کسی کے خواب میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ ۲/ سود کے ہیں، جو الٹا مدیون دائن سے لیتا ہے، ڈاکخانے کی اصل وضع ہی اس قسم کی اجارات کے لیے ہے، **تو یہاں عقد اجارہ کا تحقق اور ان داموں کا اُجرت ہونا اصلاً محل تردد نہیں**، اگر کہئے کاہے کی اجرت، ہاں مرسل الیہ کے گھر تک جانے اور اسے روپیہ دینے اور وہاں سے واپس آنے اور اس سے رسید لانے کی، کیا یہ منفعت مقصودہ مباحہ نہیں، جس پر شرعاً ایراد وعقد اجارہ کی اجازت ہو، اور جب ہے، بیشک ہے، تو عجب عجب ہزار عجب کہ عاقدین ایک منفعت مقصودہ جائزہ پر قصد اجارہ کریں، عوض منفعت جو کچھ دیں اور اسے اجرت ہی کہیں، اجرت ہی سمجھیں اور خواہی نخواہی ان کے قصد جائز کو باطل کرکے، اس اجرت کو معاوضہ قرض وربا قرار دیں، شرع مطہر میں معاذاللہ اس حکم کی کوئی نظیر ہے؟“

(فتاوی رضویہ، جلد19، صفحہ565-566، رضافاونڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد هاشم خان عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

15ذو القعدہ شریف1446ھ/13مئی2025ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جاسکتی ہے